393

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵ ۱۳۳

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن	عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا	دین کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

Digtized by Khilafat Library

جلد ۵ | ۱۹ - فروری ۱۹۱۸ء | سہ شنبہ | مطابق ۷ جمادی الاوّل ۱۳۳۶ھ | نمبر ۶۷

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی بخیریت ہیں۔

برادر محمد امین صاحب (بورا لائی) کا نکاح غلام فاطمہ بنت مستری سلطان محمد صاحب (سیالکوٹ) سے دو سو روپیہ مہر پر اور پیر احمد شاہ صاحب ہوشیار کا نکاح امۃ السمیع بنت مرزا صفدر علی (قادیان) سے پانچ سو روپے مہر پر حضرت خلیفۃ المسیح نے پڑھا۔ خدا تعالےٰ مبارک کرے۔

میاں محمد حسن صاحب واعظ و محصل ضلع جالندھر و ہوشیار پور میں بھیجے گئے ہیں۔ ان اضلاع کے سکرٹری صاحبان انجمن احمدیہ ان کے کام میں خاص طور پر مدد دیں۔

اخبار احمدیہ

بمبئی میں تبلیغ

ابو عبد الرحیم صاحب بصرہ کو جاتے ہوئے۔ بمبئی سے لکھتے ہیں۔ یکم فروری کو جناب حکیم خلیل احمد صاحب نے بیدہ بلڈنگ میں مضمون "زندہ مذہب" پر بہت عمدہ تقریر کی لوگ خاصے آ گئے تھے اور اچھا اثر لے کر گئے۔

بصرہ میں انجمن احمدیہ

منشی اصغر علی خاں صاحب فیروز پوری۔ بصرہ سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ۳ - فروری کو چند احمدی احباب جمع ہوئے - اور باقاعدہ انجمن احمدیہ بصرہ میں قائم کی گئی - انجمن کے عہدہ دار منشی علی حسن صاحب پریذیڈنٹ منشی اصغر علی خان صاحب سکرٹری ۔ منشی محمد عبد اللہ صاحب محاسب مقرر ہوئے - چونکہ مرکز بصرہ ہے اس لئے اس انجمن کا نام "انجمن احمدیہ بصرہ" رکھا گیا چندہ کا سوال پیش ہوا - تو بالاتفاق پاس ہوا کہ احباب جن جن جگہوں سے آئے ہیں - وہاں کی انجمنوں میں بھی چندہ دیتے رہیں - اور اس کے علاوہ یہاں کے لئے الگ فہرست کھولی جائے - جس میں احباب حسب استطاعت شامل ہوں۔

اسپر احباب ذیل نے حسب شرح ذیل چندہ ماہوار دینا منظور فرمایا - منشی علی حسن صاحب ۳ منشی محمد عبد اللہ صاحب عہ میاں امام الدین صاحب عمار عہ - میاں امین اللہ صاحب عہ - بابو محمد حسین صاحب ثانی جمعدار منشی اصغر علی خاں صاحب عہ

باقی جو احباب مقیم بصرہ اس موقع پر شامل نہ ہو سکے ان کو اطلاع دی جائیگی - نماز اور جمعہ وغیرہ کا انتظام کیا گیا

فہرست نومبائعین

یہ نمبر شمار جنوری ۱۹۱۸ء سے شروع ہوتا ہے مگر اسے بالکل مکمل نہ سمجھنا چاہیے بعض ایسے لوگ جو قادیان آکر بیعت کرتے ہیں ان کے نام محفوظ رکھنے کی اس وقت تک کوئی معقول تدبیر نہیں کی گئی۔ پھر بعض ڈاک کے ذریعہ بیعت کرنے والوں کے نام بھی ڈاک کی مہر سے کسی نہ کسی باعث سے رہجاتے ہیں دفتر الفضل کو جس قدر نام مہیا ہوسکتے ہیں ان کو شائع کردیا جاتا ہے۔ اور انھیں کا یہ نمبر شمار ہے۔ (ایڈیٹر)

بابت ماہ جنوری ۱۹۱۸ء

نمبر	نام	مقام
۱	والدہ فتح محمد صاحب	ضلع کانگڑہ
۲	اہلیہ منشی محمد حسن صاحب	" فیروزپور
۳	علی محمد صاحب	" گوجرانوالہ
۴	خادمہ مولوی علی احمد صاحب	" بھاگلپور
۵	کریم بخش صاحب	" ہوشیارپور
۶	اللہ رکھی صاحبہ	" گورداسپورہ
۷	خیرالدین صاحب	" سیالکوٹ
۸	حافظ اللہ خاں صاحب	" پوری
۹	یعقوب علی خاں صاحب	" "
۱۰	امین خاں صاحب	" "
۱۱	صاحب علی خاں صاحب	" "
۱۲	شیخ محمد صاحب	" گورداسپورہ
۱۳	چودھری حیات محمد صاحب	" "
۱۴	طہارت خاں صاحب	" پوری
۱۵	داور خاں صاحب	" "
۱۶	راج خاں صاحب	" "
۱۷	شیخ محمد علی صاحب	" "
۱۸	مصباح الدین صاحب	" چٹاگانگ
۱۹	اہلیہ نظام الدین صاحب	" فیروزپور
۲۰	عبدالاول صاحب	راولپنڈی
۲۱	مولوی نور الٰہی صاحب	ضلع شاہپور
۲۲	اہلیہ رحیم بخش صاحب	" پٹیالہ
۲۳	محمد حسین صاحب	اٹاوہ
۲۴	اہلیہ نظیرالدین صاحب	"
۲۵	اہلیہ حبیب احمد صاحب	"
۲۶	امام خاں صاحب	جالندھر
۲۷	اہلیہ حاجی عبدالقدیر صاحب	" شاہجہانپور
۲۸	سرمد الدین صاحب	" گلبرگہ
۲۹	والدہ محمد الدین صاحب	" گجرات
۳۰	ہمشیرہ محمد الدین صاحب	" "
۳۱	اہلیہ محمد بخش صاحب	" سیالکوٹ
۳۲	اہلیہ مبارک علی صاحب	" گورداسپورہ
۳۳	ہمشیرہ مہرالدین صاحب	" "
۳۴	سردار خاں صاحب	" گجرات
۳۵	محمد الدین صاحب	" "
۳۶	محمد بخش صاحب	" گوجرانوالہ
۳۷	ہمشیرہ بابو غفیر علی صاحب	" امرتسر
۳۸	عمردین صاحب	" "
۳۹	فاطمہ صاحبہ	" "
۴۰	ابراہیم صاحب	" "
۴۱	اہلیہ اللہ دتا صاحب	" جالندھر
۴۲	عبدالاحد بٹ صاحب	کشمیر
۴۳	میر اکبر علی صاحب	کٹک
۴۴	محمد سلیمان صاحب	امرتسر
۴۵	خیرالدین صاحب	" گورداسپورہ
۴۶	دیوان بخش صاحب	" سیالکوٹ
۴۷	غلام محمد صاحب	" "
۴۸	بوٹے خاں صاحب	" "
۴۹	حبیب خاں صاحب	" کراچی
۵۰	علم دین صاحب	" سیالکوٹ
۵۱	تاج الدین صاحب	" "
۵۲	نور محمد صاحب	" لدھیانہ
۵۳	علم دین صاحب	" لائل پور
۵۴	محمد مرزا صاحب	" راولپنڈی
۵۵	چنن صاحب	ضلع گجرات
۵۶	نور محمد صاحب	" لائل پور
۵۷	منشی محبوب عالم صاحب	" گوجرانوالہ
۵۸	عمرالدین صاحب	" لائل پور
۵۹	بدرالدین صاحب	" امرتسر
۶۰	اللہ دتا صاحب	" گجرات
۶۱	جلال الدین صاحب	موضع خاں فتاح
۶۲	والدہ منشی محمد حسن خاں صاحب	ضلع فیروزپور
۶۳	اہلیہ محمد الدین صاحب خیاط	" گجرات
۶۴	اہلیہ سید فرید الحق صاحب	بنگالہ
۶۵	اہلیہ سید نور الحق صاحب	"
۶۶	شیخ ارحم اللہ صاحب	"
۶۷	سید خورشید علی صاحب	"
۶۸	عبدالکریم صاحب	بمبئی
۶۹	خواجہ منور حسین۔	بگھر علاقہ نظام
۷۰	غلام مریم صاحب	بنوں
۷۱	غلام فاطمہ صاحبہ	"
۷۲	عنور احمد صاحب	"
۷۳	ظہور احمد صاحب	"
۷۴	اظہار الدین صاحب	ضلع فیروزپور
۷۵	اہلیہ صاحبہ اظہار الدین صاحب	"
۷۶	عائشہ خاتون صاحبہ	سمن سنگھ بنگالہ
۷۷	عبداللہ صاحب	پٹیالہ
۷۸	قطب الدین صاحب	"
۷۹	محمد خاں صاحب	" فیروزپور
۸۰	میاں بدھو صاحب	" لکھنؤ
۸۱	مولوی محمد عثمان صاحب	حیدرآباد دکن
۸۲	بشیرالدین صاحب	"
۸۳	برخوردار خان صاحب	اڑیسہ
۸۴	اہلیہ ابراہیم صاحب	امرتسر
۸۵	مولوی محمد علی شاہ صاحب	ضلع لائل پور
۸۶	عنایت اللہ صاحب	جہلم
۸۷	اللہ دتا صاحب	"
۸۸	شیر محمد صاحب	"

(باقی آئندہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۱۹ فروری ۱۹۱۸ء

مولوی ثناء اللہ صاحب اور مباہلہ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے خواجہ حسن نظامی صاحب کی اس تحریر کے جواب میں جس میں اُنھوں نے مباہلہ کا نتیجہ ایک گھنٹہ کے اندر ظاہر ہونے کی شرط لگائی تھی۔ لکھا تھا کہ

"دوسری غلطی جو مذہب کی ناواقفیت کی وجہ سے آپ (خواجہ حسن نظامی صاحب) نے کی ہے۔ وہ اثر مباہلہ کے ظہور کی میعاد کے متعلق ہے۔ آج تک کبھی اللہ تعالےٰ نے اثر مباہلہ کو ایک گھنٹہ کے اندر محدود نہیں کیا۔ اقوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اتفاق اُمت اس کے خلاف ہے جیسا احادیث اور تجربہ سے ظاہر ہوتا ہے"۔

اس کے خلاف اور خواجہ حسن نظامی صاحب کی تائید میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے اخبار اہلحدیث میں تفسیر معالم کا ایک حوالہ پیش کیا تھا۔ جو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"مجھے خدا کی قسم عذاب الٰہی اہل نجران (عیسائی مباہلہ کنندگان) پر جھک پڑا تھا اگر وہ مباہلہ کرتے۔ تو فوراً ہی بندر سور بنا دیئے جاتے۔ اور وہی جنگل ان پر آگ کا جنگل بن جاتا۔ اور اللہ تعالیٰ اہل نجران اور ان کے متعلقین کا ستیاناس کر دیتا یہاں تک کہ اس جنگل کے درختوں پر جانور بھی مرجاتے۔ اور باقی عیسائی بھی (جو اس مباہلہ میں شریک نہ ہوتے۔) سارے کے سارے ایک سال میں مرجاتے" (معالم جلد اول صفحہ ۱۶۲)

اس حوالہ کو پیش کر کے مولوی صاحب موصوف نے اپنی طرف سے یہ الفاظ لکھے تھے۔ کہ

"یہ حوالہ صاف بتارہا ہے۔ کہ مباہلین پر تو عذاب فوراً نازل ہوتا۔ اور ایک سال تک کل عیسائی مرجاتے۔ ...... مختصر یہ ہے کہ اس بارہ میں خواجہ حسن نظامی صاحب کا قول صحیح ہے۔ واقعی عذاب اسی وقت نازل ہونا چاہیئے"۔

معلوم ہوتا ہے یہ الفاظ لکھتے وقت مولوی ثناء اللہ صاحب کو یہ خیال نہ تھا کہ شاید مجھے بھی کبھی مباہلہ کے لئے کھڑا ہونا پڑے۔ بلکہ اُنھوں نے محض ہماری مخالفت کے لئے خواجہ حسن نظامی صاحب کی تائید کرنی ضروری سمجھی۔ اور اپنے تائیدی الفاظ کے ساتھ ایک ایسا حوالہ پیش کر دیا۔ جس میں مباہلین پر عذاب فوراً نازل ہونے کا ذکر ہے۔ اور عذاب بھی یہ کہ اسی وقت جھوٹے فریق کو بندر اور سور بنا دیا جائے۔ لیکن حکمت الٰہی دیکھیئے انہی ایام میں کچھ ایسے اسباب پیدا ہو گئے ہیں۔ جنھوں نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو "نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن" کا مصداق بنا دیا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ ایک عرصہ سے مولوی ثناء اللہ صاحب اور غزنوی خاندان کے بعض مولویوں کے درمیان ناچاقی رونما ہے اور غزنویوں نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق کفر کا فتویٰ دے رکھا ہے۔ اب نہ معلوم کن وجوہات سے مجبور ہو کر مولوی صاحب نے اس فتوے کے ہٹانے کے لئے کوشش شروع کی تھی۔ اس پر باہمی اشتہار بازی جاری ہو گئی اور بالآخر نوبت بایں جا رسید کہ ۸ فروری کا اہلحدیث بتاتا ہے کہ

"مولوی صاحبان نے اپنے آخری اشتہار مطبوعہ لاہور میں یہ بھی لکھا ہے کہ مولوی ثناء اللہ ہم سے مجلس عام میں مباہلہ کریں۔ ورنہ بے معنی لن ترانیاں نہ ہانکا کریں"۔

اس کے جواب میں مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ

"بہت خوب میں مباہلہ کو بھی تیار ہوں۔ سیالکوٹ شہر کے علاوہ مسجد چینیاں لاہور میں بھی آ سکتا ہوں۔ پس آپ دونوں صاحب مطبوعہ اشتہار یا قلمی خط سے مجھے اطلاع دیں۔ کہ فلاں روز فلاں وقت میں فلاں مقام پر پہنچ جاؤں۔ مگر یہ یاد رہے کہ مباہلہ میں کوئی لمبی چوڑی تقریر کرنے کی کسی کو اجازت نہ ہوگی۔ بلکہ صرف وہی دعا ہوگی۔ جو سنت ہے۔ یعنی میں یہ کہونگا۔ خداوندا میں مسلمان ہوں میرے مخاطب مولوی صاحبان مجھکو کافر کہتے ہیں۔ جو ہم دونوں میں سے جھوٹا ہے۔ اس پر لعنت کر۔ آپ اس کے برخلاف یہ کہیں گے فلاں اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ ہم اس کو کافر کہتے ہیں۔ ہم فریقین میں سے جو جھوٹا ہے اس پر لعنت کر"۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ان دعائیہ الفاظ کو پڑھکر ہم حیران ہیں کہ کیوں اُنھوں نے یہ دعا اس طریق پر نہیں کی۔ جس طریق پر خواجہ حسن نظامی صاحب نے کرنے کا اعلان کیا تھا۔ یعنی ایک گھنٹہ نتیجہ کے لئے مقرر کیا تھا۔ اور جس کی تائید مولوی ثناء اللہ صاحب نے بڑے زور کے ساتھ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ "خواجہ حسن نظامی صاحب کا قول صحیح ہے۔ واقعی عذاب اسی وقت نازل ہونا چاہیئے"۔

پھر تفسیر معالم کے اس حوالہ کو جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ کیوں پس پشت ڈالتے ہوئے عذاب کے متعلق صرف یہ الفاظ مقرر کئے ہیں کہ "خدایا جو ہم دونوں میں سے جھوٹا ہے اس پر لعنت کر" حالانکہ چاہئے تو یہ تھا۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے مسلمہ حوالہ کے مطابق یہ کہتے کہ "خدایا ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے اسے بندر سور بنا دے"۔ لیکن اُنھوں نے نہ تو مباہلہ کی منظوری کا اعلان کرتے ہوئے یہ لکھا ہے۔ کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہوگا اس پر عذاب اسی وقت نازل ہوگا اور نہ یہ بیان کیا ہے۔ کہ وہ کیا عذاب ہوگا۔ بندر سور بنا دیا جائیگا۔ یا کچھ اور ہوگا۔ لیکن چونکہ مولوی صاحب خواجہ حسن نظامی کی تائید کرتے ہوئے۔ یہ مان چکے ہیں کہ مباہلین میں سے جو جھوٹا ہو اس پر فوراً عذاب نازل ہونا چاہیئے۔ اور اسے وہیں بندر اور سور بنا دینا چاہیئے۔

اس لئے اُمید ہے۔ کہ اب جبکہ وہ مباہلہ کے میدان میں کھڑے ہونے کی منظوری دے چکے۔ اور اس کے لئے آمادہ اور تیار ہیں۔ تو اسی خیال اور یقین کو دل میں جگہ دیکر تیار ہوئے ہونگے کہ ان میں سے جو فریق جھوٹا ہوگا۔ وہ اُسی وقت بندر یا سور بن جائیگا۔ پس اگر ان کے مباہلہ کا یہ نتیجہ ہوگا۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب۔ کے مسلمات کے رو سے ضرور یہی ہونا چاہئے تو مولوی صاحب کو ہم مبارکباد کہتے ہیں۔ کہ انھیں اپنے حق پر ہونے کا دنیا کو ثبوت دینے کے لئے ایک ایسا عظیم الشان اور بے نظیر ذریعہ ہاتھ آنے والا ہے۔ کہ جس کے وقوع پذیر ہونے کے بعد نہ صرف تمام فرقوں کے مسلمانوں کو بلکہ تمام دیگر مذاہب کے لوگوں کو بھی۔ ان کے حق پر ہونے کے متعلق کسی قسم کا شک وشبہ باقی نہیں رہیگا۔ اور وہ سارے نہ صرف انھیں پکا مسلمان مان لیں گے۔ بلکہ اپنا امام اور پیشوا اقرار دے لیں گے۔ اور اس طرح نہ صرف مولوی صاحب موصوف ہی کی ذات والا صفات ہر قسم کے اعتراضات سے پاک ومنزہ ثابت ہو جائیگی۔ بلکہ ان کے ذریعہ اسلام کی اتنی بڑی صداقت دنیا کے سامنے ظاہر ہوگی جس کو دیکھکر کوئی انکار ہی نہیں کر سکیگا۔ پس ہم بڑے زور کے ساتھ مولوی صاحب کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ کہ وہ نہ صرف اس لئے مباہلہ کریں۔ کہ ان پر سے کفر کا فتویٰ ہٹ جائیگا۔ بلکہ اس لئے کریں کہ اس طرح ایک اتنا بڑا نشان ظاہر ہوگا۔ جو موٹی سے موٹی عقل رکھنے والے۔ اور ظاہر بیں لوگوں کے لئے بھی اسلام کی صداقت کا ثبوت ہوگا۔ اور وہ بلا چون وچرا اسلام کی صداقت کے قائل ہو جائیں گے۔ کیونکہ جب وہ دیکھیں گے۔ یا سنیں گے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب پر کفر کا فتویٰ لگانے والے دیکھتے دیکھتے انسان سے بندر اور سؤر بن گئے ہیں۔ تو پھر انھیں اس اسلام کو جو مولوی صاحب پیش کرتے ہیں۔ حق اور سچا ماننے میں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ وہ سارے کے سارے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیں گے۔ اور یہ ان کے ذریعہ اسلام کی اتنی بڑی خدمت ہوگی۔ جس کی نظیر قبل ازیں کسی زمانہ میں نہیں پائی جائی۔ انھیں نہ پھر مباحثوں میں سر کھپانے کی ضرورت رہیگی۔ نہ اخبار کے صفحات سیاہ کرنے کی حاجت رہیگی۔

ہمیں تعجب ہے۔ کہ جب مولوی ثناء اللہ صاحب کے نزدیک مباہلہ کا اثر جھوٹے پر فوراً نمودار ہو جاتا اور وہ وہیں بندر سور بن جاتا ہے۔ تو اس وقت تک اُنھوں نے ان غیر مذاہب کے لوگوں کے ساتھ جن سے آئے دن وہ مذہبی بحث ومباحثے کرتے رہے ہیں۔ مباہلہ کی کیوں طرح نہیں ڈالی۔ تاکہ اس طرح اسلام کے سچا مذہب ہونے کا وہ ایک بے نظیر ثبوت دنیا کے سامنے پیش کر سکتے۔ کیا مولوی صاحب کو اسلام کی صداقت اور حقانیت پر ایمان نہیں تھا۔ یا لوگوں کا اسلام کو قبول کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ اگر یہ دونوں باتیں نہیں تھیں۔ بلکہ انھیں اسلام کے سچا ہونے کا پورا پورا الیقین تھا اور وہ دل سے چاہتے تھے۔ کہ ساری دنیا اسلام کو قبول کرلے۔ تو پھر اُنھوں نے اسلام کی صداقت کا اتنا بڑا نشان کیوں چھپائے رکھا۔ اور کیوں انھوں نے ان لوگوں میں سے جن کو وہ حق پر نہیں سمجھتے کسی کے ساتھ مباہلہ کرکے اسے بندر سور نہ بنا دیا۔ شاید اس کے متعلق وہ کہیں کہ میرے سامنے میدان مباہلہ میں اس وقت تک جب کوئی نہیں نکلا۔ تو میں بندر سور کسے بناتا۔ گو اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے۔ کہ جناب نے بندر سؤر بنا دینے کی شرط پر کب کسی کو مباہلہ کے لئے بلایا ہے کہ کوئی نہیں آیا۔ اگر آپ ایسا کرتے تو ایک نہیں سینکڑوں لوگ آپکے ساتھ مباہلہ کو تیار ہو جاتے۔ لیکن ہم اس کو قطع نظر کرکے کہتے ہیں۔ کہ اب تو یہ عذر بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ آپ کو مباہلہ کے لئے بلایا جا رہا ہے۔ پس اس موقعہ کو آپ ہرگز ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ اور ضرور ضرور مباہلہ کریں۔ تاکہ نہ آپ خود ہی مسلمان ثابت ہو جائیں۔ بلکہ بیشمار غیر مسلموں کو بھی مسلم بنانے کا موجب ہوں۔

ہم بڑے شوق کے ساتھ اس دن کا انتظار کرینگے جس دن مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے فریق مخالف کے ساتھ مباہلہ کے لئے نکلیں گے۔ اور جو جھوٹا ہوگا۔ وہ بندر سؤر بن جائیگا۔

خواجہ حسن نظامی کے عقائد کا انکشاف

گذشتہ پرچہ میں خواجہ حسن نظامی صاحب کے متعلق روز نامچہ زمین کا جو مضمون اخبار ستارہ صبح سے نقل کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنھوں نے کاظمی بانو صاحبہ کے اس خط کے جواب میں جس کا خلاصہ یہ شائع کیا گیا ہے کہ

"امام علیہ السلام کے قول کے بموجب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات یافتہ مانتی ہوں۔ مگر امام محمد مہدی جو بارہویں امام ہیں انھیں زندہ سلامت جانتی ہوں موجودہ خلافت کی ترتیب غلط تسلیم کرتی ہوں فضیلت علی علیہ السلام کی قائل ہوں موجودہ قرآن کو لاریب اصل قرآن سے کم جانتی ہوں آپ اس بارہ میں کیا فرماتے ہیں؟"

اس کے جواب میں خواجہ صاحب کے یہ الفاظ نقل کئے گئے ہیں۔ کہ "تم جس مذہب میں پیدا ہوئی ہو وہی قائم رکھو میں تبدیل عقائد کا مشورہ نہیں دے سکتا۔ مذہب شیعہ میں سوائے تقیہ اور تبرے کے اور کوئی برائی مجھے معلوم نہیں ہوتی۔ افضلیت حضرت علی کا تو میں بھی قائل ہوں۔"

اگر یہ الفاظ واقعی خواجہ صاحب کے قلم سے نکلے ہیں۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ نہ نکلے ہوں۔ تو صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ (۱) وہ حضرت عیسیٰ کو وفات یافتہ مانتے ہیں (۲) امام محمد مہدی جو بارہویں امام ہیں انھیں زندہ سمجھتے ہیں (۳) رسول کریم صلعم کے خلفاء کی ترتیب کو غلط تسلیم کرتے ہیں۔ (۴) موجودہ قرآن کو محرف ومبدل مانتے ہیں۔ کیونکہ ان باتوں میں سے کسی ایک کے متعلق بھی نہ صرف اُنھوں نے ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کیا بلکہ یہ لکھکر کہ "سوائے تقیہ اور تبرے کے اور کوئی برائی مجھے معلوم نہیں" ان کے درست اور صحیح ہونے کی تصدیق کر دی ہے۔ اب ہم ان لوگوں سے جو خواجہ حسن نظامی صاحب سے کسی قسم کا تعلق رکھتے ہیں۔ پوچھتے ہیں کہ کیا وہ بھی خواجہ صاحب کو انھیں عقائد کا پابند سمجھتے ہیں۔ اور خود بھی ان کے ساتھ متفق ہیں۔ یا نہیں اگر کسی صاحب کو خواجہ صاحب کے مندرجہ بالا الفاظ کے صحیح اور درست ہونے کے متعلق کسی قسم کا شک وشبہ ہو تو اسے چاہئے کہ خواجہ صاحب سے دریافت کرے۔ اگر وہ انکار کریں۔ تو پھر اقرار کرانا ہمارے ذمہ ہوگا۔ اور ہم ایسا اقرار کرائیں گے۔ کہ خواجہ صاحب انکار کے لفظ کو ہی بھول جائیں گے۔

395

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

کامل ایمان کس طرح حاصل ہوتا ہے

از حضرت امیر المومنین میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب
خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ

(فرمودہ ۸ - فروری ۱۹۱۸ء)

ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعۃ ان یوتوا اولی القربیٰ والمسٰکین والمھٰجرین فی سبیل اللہ ولیعفوا ولیصفحوا ط الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم - (النور رکوع ۳)

میں نے پچھلے جمعہ اس امر کے متعلق بیان کیا تھا کہ جب تک کسی کام کے لئے صحیح ذرائع کو استعمال نہ کیا جائے - اور ان سامانوں سے کام نہ لیا جائے - جو خدا تعالیٰ نے اس کام کے لئے مہیا فرمائے ہوں - اس وقت تک کوئی شخص اس کام میں کامیاب نہیں ہو سکتا کیونکہ کسی کا محض کوشش کرنا - اور شوق رکھنا دلیل نہیں ہے کہ جس مقصد کے لئے وہ ایسا کرتا ہے - اس میں کامیاب بھی ہو جائیگا - کیونکہ اگر طریق عمل صحیح نہیں - تو پھر کامیابی بھی نہیں - جس طرح ایک لکڑی کاٹنے والا اور لوہار باوجود ایک طالب علم سے زیادہ محنت کرنے کے علم حاصل نہیں کر سکتا اگرچہ تکلیف زیادہ اٹھاتا ہے کیونکہ یہ طریق علم حاصل کرنے کا نہیں - اسی طرح کوئی شخص ایک ایسا طریق اختیار کرے جس میں گو محنت اور مشقت زیادہ برداشت کرنی پڑے - لیکن وہ اس کام کے لئے مقرر نہ ہو کسی کام میں بھی کامیاب نہیں ہو سکتا - دیکھو لکڑہارے اور طالب علم میں سے - کہ ایک باوجود زیادہ کوشش اور محنت کرنے کے علم حاصل کرنے میں ناکام رہتا ہے - اور دوسرا کم محنت کے ساتھ کامیاب ہو جاتا ہے - یا مثلاً اگر کوئی کروڑپتی اپنی ساری دولت لوگوں کو لٹا دے - کہ اسے علم سائنس آ جائے - تو نہیں آئیگا - مگر ایک دوسرا شخص جو سکول کی بہت تھوڑی فیس دے اور باقاعدہ سائنس کی تعلیم حاصل کرے - وہ سائنس دان ہو جائیگا - کیونکہ یہ ان ذرائع سے کام لے گا - جو خدا نے سائنس کے حصول کے لئے بنائے ہیں - پس اسی طرح تقوے اور عرفان کے حصول کے جو ذرائع ہیں - جب تک ان سے کام نہ لیا جائے - اور تفصیلی طور پر ان طریقوں پر نظر نہ کی جائے - جو خدا یا اس کے رسول نے بتائے ہیں - تو کوئی کامیاب نہیں ہو سکتا -

اگر کوئی شخص ایمان کے بعض حصوں کو مکمل نہیں کرتا - تو وہ محفوظ نہیں ہو سکتا - مثلاً کوئی شخص مکان تعمیر کرے - اور صرف دو دیواریں اونچی کھڑی کر دے اور کہے کہ میرا مکان مکمل ہو گیا - تو یہ اس کا دعویٰ غلط ہوگا - کیونکہ جب تک چار دیواریں نہ ہوں - اور اوپر چھت نہ ہو مکان نہیں کہلا سکتا - اسی طرح جب تک ایمان کے تفصیلی اجزا کو نہ معلوم کیا جائے - اور ان پر عمل نہ ہو ایمان کو مکمل و کامل نہیں کہا جا سکتا -

پس ضرورت ہے کہ ہر ایک شخص اجزاء ایمان پر نظر رکھے - ایک شخص سارا دن نماز پڑھے - مگر باوجود صاحب نصاب ہونے کے زکوٰۃ نہ دے - یا زکوٰۃ دے - مگر صحت اور راستہ کے پرامن ہونے کے باوجود حج نہ کرے اس کو کامل ایمان نہیں نصیب ہوگا - بعض لوگ صرف خدا سے محبت رکھتے ہیں - اور بعض کسی خاص جزو کے متعلق اپنے اندر غلو بھی پاتے ہیں - مثلاً صدقہ میں ہی اس قدر بڑھتے ہیں - کہ ان کی داد و دہش کی کوئی انتہا نہیں رہتی - وہ خیال کرتے ہیں کہ ان کا سینہ خدا کی محبت کے جوش سے پر ہے - مگر حقیقت حال یہ ہے - کہ وہ ایمان کے ثمرات سے بے نصیب ہوتے ہیں - اور عرفان الٰہی سے نامراد -

اس کی وجہ یہ ہے - کہ ایک ہی حصہ پر ان کا سارا زور ہوتا ہے - اور باقی حصوں سے بے تعلق ہوتے ہیں - اور تفصیلی حصوں پر نظر نہیں کرتے - اس سے یہ ہوتا ہے - کہ وہ ابتلاء میں پڑ جاتے ہیں - حالانکہ ان کی اپنی غلطی ہوتی ہے - پس ہر ایک شخص کو چاہیئے - کہ وہ ایمان کی تفصیل پر نظر ڈالے - جب تک تفاصیل پر نظر نہ ہو - کامیابی نہیں ہو سکتی - صحیح ذرائع پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے لوگ کسی بات پر توجہ نہیں کر سکتے -

بعض لوگوں کے دلوں میں عشق الٰہی کی ایک آگ سی لگی ہوتی ہے - لیکن دیکھنے والا دیکھتا ہے - کہ یہ شخص ابھی عرفانی مقامات سے بہت نیچے ہے - اس کی وجہ یہی ہوتی ہے - کہ وہ صحیح ذرائع کو استعمال نہیں کرتے - یا بعض صحیح ذرائع کو استعمال کرتے ہیں اور بعض کو نہیں - کیونکہ بعض کے متعلق خیال کر لیا جاتا ہے کہ معمولی ہیں - اور جب ایک ذریعہ کو معمولی خیال کر لیا گیا - تو پھر اس پر سے توجہ اٹھ جاتی ہے - اور اس پر عمل نہیں رہتا - لیکن اس کے چھوڑنے کی وجہ سے اسی قدر ایمان کم ہو جاتا ہے جتنا اس کے ذریعہ حاصل ہو سکتا ہے - اور اسی طرح جتنے ذرائع کو چھوڑا جائے اتنا ہی زیادہ ایمان میں نقص اور کمی پیدا ہوتی جاتی ہے - اور بالآخر وہ کسی کام کا نہیں رہتا - ایک مثال مشہور ہے - کہتے ہیں ایک شخص کو خیال تھا کہ میں بڑا بہادر ہوں - اس نے سوچا کہ بہادری کی کوئی علامت بھی تو ہونی چاہیئے - اس کے لئے اس نے شیر کی تصویر بازو پر گدوانی چاہی پچھلے زمانہ میں گدوانے کا بہت رواج تھا - وہ گودنے والے کے پاس گیا - اور جا کر کہا کہ میرے بازو پر شیر کی تصویر بنا دے - جب وہ بنانے لگا - اور سوئی سے بازو پر ایک دو کچوکے دیئے - تو پوچھنے لگا کیا بناتے ہو - اس نے کہا شیر کی دم بناتا ہوں - اس نے کہا اگر شیر کی دم نہ ہو تو - تو شیر رہتا ہے یا نہیں - جواب ملا کیوں نہیں - کہنے لگا پھر چھوڑ دم کو کچھ اور بنا - اس نے جو سوئی چبھوئی - اور اسے تکلیف ہوئی - تو پوچھا کیا بناتے ہو - جواب ملا کہ شیر کا بایاں کان بناتا ہوں - کہنے لگا کیا اگر بایاں کان نہ ہو - تو شیر نہیں ہو سکتا - اس نے کہا کیوں نہیں - کہنے لگا اس کو بھی چھوڑ - اور آگے بنا - غرض جب وہ سوئی لگا اور تکلیف ہو تو پوچھے - کیا بنانے لگے ہو - وہ کسی عضو کا

نام لے دے۔ اور وہ کہہ دے کہ اس کے بغیر بھی شیر رہ سکتا ہے۔ یا نہیں۔ جواب ملے کہ ہاں۔ وہ کہے اس کو چھوڑ دے اور دوسرا عضو بنا۔ اسی طرح جب سارے اعضاء کے متعلق ہو چکا۔ تو گودنے والے نے کہا۔ جائیے اپنے گھر کی راہ لیجیے۔ کیونکہ ایک ایک کرکے سارے اعضاء جاتے رہے۔ تو پھر شیر کیا رہا۔ وہ شخص گودنے والے سے یہ تو نہیں پوچھتا تھا۔ کہ اگر کوئی بھی عضو نہ ہے۔ تو کیا شیر رہ سکتا ہے۔ بلکہ وہ پوچھتا تھا کہ فلاں عضو نہ رہے۔ تو شیر رہتا ہے۔ یا نہیں۔ اس کا جواب تو یہی تھا کہ ہاں اگر یہ نہ ہو تو شیر رہجاتا ہے لیکن شیر نام تمام اعضاء کے مجموعہ کا ہے۔ جب وہ نہیں تو شیر نہیں۔ اور جب یہ کہا جائے۔ کہ فلاں عضو بھی نہ سہی۔ فلاں بھی نہ سہی۔ تو یہی کیوں نہ کہا جائے کہ کچھ بھی نہ سہی۔ اور اس طرح شیر تو کیا چوہا بھی نہیں رہتی۔ نتیجہ کیا ہوا۔ یہی کہ کچھ بھی نہیں۔ ایسے ہی کئی انسان ہوتے ہیں۔ وہ تفصیل میں رہجاتے ہیں۔ جب وہ ایک ایک جزو کا انکار کرتے چلے جاتے ہیں۔ تو باقی کچھ بھی نہیں رہتا۔ کیونکہ ایمان تو ان کے مجموعہ کا نام ہے۔

بعض لوگ ڈاڑھی نہیں رکھتے۔ اگر ان کو کہا جائے۔ کہ کیوں منڈاتے ہو۔ تو کہیں گے کیا ایمان ڈاڑھی کے رکھنے میں آگیا ہے۔ ڈاڑھی رکھی تو کیا نہ رکھی تو کیا۔ پھر آگے قدم اٹھتا ہے۔ بعض کہدیتے ہیں۔ سنتیں کیا ضروری ہیں۔ فرائض ہی اصل ہیں۔ سنتیں نہ پڑھیں تو نہ سہی۔ پھر بعض آگے فرائض کا بھی صفایا کرتے ہیں۔ کہ یہ کیا چیز ہیں۔ دل کی یاد ہی کافی ہے۔ بعض اس سے بھی آگے قدم بڑھاتے ہیں۔ کہ رسول کریم نے فرمایا ہے کہ جھوٹ نہ بولو۔ بس انسان کو چاہیے۔ کہ جھوٹ نہ بولے۔ روزہ کی کیا ضرورت ہے۔ بھوکے مرنے کی کچھ حاجت نہیں۔ پھر کہتا ہے۔ کہ تقویٰ اللہ اصل میں ایک الگ چیز ہے اس کے لئے صدقہ و زکوٰۃ کی کیا ضرورت ہے۔ غرباء کی پرورش صدقہ و زکوٰۃ پر تھوڑا ہی منحصر ہے۔ رزق تو سب کو خدا نے پہنچانا ہے۔ وہی ان کو پہنچائیگا۔

غرض اسی طرح وہ ہر ایک چیز کا انکار کر دیتے ہیں۔ اور خالی رہجاتے ہیں۔ پھر ایمان بھی نادار ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ایمان تو ان سب اجزاء کے مجموعہ کا نام ہے۔ اور ہر ایک چیز کی یہی حالت ہے۔ کہ اس کے تمام اجزاء کا مجموعہ وہ چیز ہوگا۔ نہ اس کا کوئی جزو۔ نادانی ہے کہ کوئی کہدے کہ کیا عرب میں حج کے لئے جانے کا نام ایمان ہے۔ یا زکوٰۃ کے چند روپے دینے کا نام ایمان ہے۔ کیونکہ اس طرح اس کا سارا ایمان ایک ایک جزو کے ترک کرنے سے بہ جاتا ہے۔

مثلاً کوئی شخص آدمی کے متعلق تحقیقات کرے کہ اس میں مٹی ہے۔ لوہا ہے۔ وغیرہ وغیرہ اور کہے کہ تو ہی آدمی۔ آدمی کہتے تھے۔ کیا مٹی آدمی ہے؟ کیا لوہا آدمی ہے؟ یہ تو سچ ہے کہ مٹی اور لوہا وغیرہ تو آدمی نہیں۔ مگر ان سب کے مجموعہ کا نام آدمی ہے۔

اجزاء ایمان جو ہیں۔ وہ بطور غلاف کے ہیں۔ اگر اجزاء کو چھوڑ دیا جائے تو باقی کچھ بھی نہیں رہتا ہر ایک انسان کو چاہیے۔ کہ تمام اجزاء کو دیکھے اور پھر اپنے نفس پر غور کرے۔ اگر تمام اجزاء اس میں موجود ہوں۔ تو ایمان ہے۔ ورنہ نہیں۔ مثلاً کسی برتن میں چھید کر دیا جائے۔ اور پھر پانی اس میں ڈالا جائے۔ تو پانی اس میں نہیں رہیگا اسی طرح ایمان کے اجزاء میں سے اگر کسی جزو کو چھوڑ دیا جائے۔ تو اس کی کمی ہو جائیگی۔ اور اس وجہ سے اس میں سے ایمان کا مغز بہ جائیگا۔

پس نہایت ضروری ہے کہ کوئی جزو ایمان چھوٹ نہ جائے۔

اس وقت میں نے جو آیت پڑھی تھی وہ تو رہ ہی گئی۔ اللہ تعالےٰ چاہیگا تو اگلے جمعہ دیکھا جائیگا۔

احمدی مستورات

مبارک ہے وہ قوم جس کی مستورات میں دین کا جوش ایثار کا مادہ اور بد رسوم سے تنفر کا جذبہ پایا جائے۔ اور جو زمین پر رہکر آسمان کی طرف آنکھیں رکھیں۔ اس وقت کونسی قوم ایسی ہے؟۔

یقیناً خدا کے فضل سے وہ جس کے اندر ذیل کا رنگ رکھنے والی بیبیاں پائی جائیں۔

امید کہ نیچے کے دیئے ہوئے خطوط الفضل کے ناظرین مرد و عورت غور و توجہ سے پڑھیں گے۔ اور جس غرض سے ان کا اندراج اخبار میں کیا جاتا ہے۔ اس کی طرف فوری توجہ فرمائیں گے۔

ایثار اور جوش دین

بابو محمد امیر صاحب سعرسی لکھتے ہیں:۔ خاکسار اپنی بیوی صاحبہ کو مبلغ ۱۵ روپے ماہوار ان کی خاص ضروریات کے لئے دیا کرتا ہے۔ ان میں سے عہ ماہوار وہ چندہ دیدیتی ہیں۔ اور شاید اب تک اخبار الفضل کی خریدار بھی ہیں۔ اب ان کے خط سے معلوم ہوا۔ کہ تحریک شملہ میں انھوں نے علاوہ ماہواری اور وقتی چندوں کے مبلغ ۱۰۰ روپے دینے کی نیت کی ہے۔ حضور ان کے لئے للّٰہ دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ انھیں تندرستی بخشے۔ اور خدمت دین کی بہت بہت توفیق عطا کرے۔ خاکسار کو گھر سے نکلے عرصہ قریب دو سال کا ہو گیا ہے۔ اور خاکسار کی عدم موجودگی کے سبب ان کو ہر ایک قسم کی تکلیف ہے۔ مگر تحریک شملہ کے متعلق لکھتی ہیں "چندی خاص میں امید ہے کہ آپ پوری مہینے کی تنخواہ دینگے دنیا کے کام تو پورے ہو ہی جائیں گے۔ اگر اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ راضی ہو جاوے تو ایک مہینے کی تنخواہ کچھ بات نہیں"

بد رسومات اور ذات پات کی تمیز

"آجکل بسبب رشتہ داری کے احمدی جماعت کی لڑکیوں پر بڑا ظلم ہو رہا ہے بعض لوگ منافقانہ طور پر کارڈ بیعت لکھدیتے ہیں۔ اور جب نکاح ہو جاتا ہے۔ تو کھلے طور پر غیر احمدی ہو جاتے ہیں۔ پھر بہت سے مخلص احمدی ہیں جن کی لڑکیاں جوان ہو گئی ہیں۔ مگر اب تک نکاح نہیں ہوئے۔ جن کے نکاح

ایک غیر احمدی معترض کے چند اعتراضات اور انکے جواب

ساتواں اعتراض

معترض کا ایک اعتراض یہ ہے کہ مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ نبی ہیں۔ حالانکہ باتفاق اہل سنت نبی شرک سے پاک ہوتا ہے۔ مگر مرزا صاحب شرک میں مبتلا رہے کیونکہ وہ ایک عرصہ تک حضرت مسیح ناصری کی حیات کو مانتے رہے۔ جس کا نتیجہ میں مرزا صاحب نے شرک قرار دیا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ میری نظر سے کوئی حوالہ ایسا نہیں گذرا۔ جس میں مرزا صاحب نے فرمایا ہو۔ کہ حضرت مسیح کو زندہ ماننا مطلقاً شرک ہے۔ بلکہ آپ ابتداء سے یہی فرماتے چلے آئے ہیں۔ کہ میرے اسے ماننا یہ ایک اجتہادی غلطی تھی۔ اور اگر میں نہ آیا ہوتا۔ تو بعض اجتہادی غلطی قابل عفو تھی۔ ہاں جب میں خدا کی طرف سے آگیا اور صریح اور سچے معنی قرآن شریف کے کھل گئے۔ تو پھر غلطی کو نہ چھوڑنا ایمانداری کا شیوہ نہیں۔ (ملاحظہ ہو رسالہ الوصیت)

پھر حضور اپنی تقریر مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۰۶ء میں فرماتے ہیں "یہ صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیات مسیح کی غلطی کے دور کرنے کے واسطے ہے۔ اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک شخص خاص مبعوث کیا جاتا۔ اور ایک جماعت الگ بنائی جاتی۔ اور ایک بڑا شور بپا کیا جاتا۔ یہ غلطی در اصل آج نہیں پڑی۔ بلکہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی۔ اور کئی خواص اور اولیاء اور اہل اللہ کا بھی خیال تھا۔ اگر یہ کوئی ایسا اہم امر ہوتا۔ تو خدا تعالےٰ اسی زمانہ میں اس کا ازالہ کر دیتا۔ لیکن اس زمانہ میں بہت سی باتیں مسلمانوں کے درمیان ایسی داخل ہو گئی ہیں۔ جن کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ وفات مسیح کا مسئلہ اس زمانہ میں حیات اسلام کے واسطے ضروری ہو گیا ہے۔ حیات مسیح کا مسئلہ اوائل میں صرف ایک غلطی تھی۔ مگر آجکل وہ ایک اژدہا ہے"

پھر حیات مسیح کی نسبت مرزا صاحب کا جو پہلے خیال تھا۔ حضور نے اپنی متعدد تحریروں میں بیان فرمادیا ہے۔ جیسے کہ تحریر فرماتے ہیں

"جو براہین احمدیہ کی عبارتیں تو صرف اس ظاہری عقیدہ کی رو سے ہیں۔ جو مسیح کی نسبت عام طور پر اس زمانہ کے مسلمان مانتے ہیں" (مکتوب مورخہ ۴ - مارچ ۱۹۰۱ء)

اعجاز احمدی صفحہ ۹ میں فرماتے ہیں:-

"میرے علم سے رسمی عقیدہ کے طور پر آمد ثانی مسیح کا ذکر ہونا۔ یہ ایسا امر ہے۔ کہ عقلمند اس سے سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ خاص خدا کی حکمت عملی ہے"

پھر معترض کا یہ دعویٰ کہ تمام اہل سنت نبی کو قبل نبوت بھی شرک سے پاک سمجھتے ہیں۔ صحیح نہیں۔ منہاج الوصول الی علم الاصول قاضی بیضاوی کا ایک متن ہے۔ اس کی ایک شرح امام جمال الدین عبد الرحیم اسنوی شافعی نے لکھی ہے۔ جس کا نام ہے نہایۃ السول فی شرح منہاج الوصول۔ اس کے صفحہ ۳۰۳ - جلد ۲ میں شارح مذکور لکھتا ہے

"اختلفوا فی عصمتہم قبل النبوۃ فقال الآمدی الحق وھو ما ذھب الیہ القاضی ابوبکر واکثر اصحابنا انہ لا یمتنع علیہم ذنب سواء کان کفرا او غیرہ واما بعد النبوۃ فقد اجمعوا کما قال الآمدی علی عصمتہم من تعمد الکذب فی الاحکام"

اس سے ظاہر ہے کہ بعض اہل سنت اس کو نہیں مانتے ہیں کہ نبی قبل نبوت بھی شرک وغیرہ سے معصوم ہوتا ہے گو ہمارا مسلک اس کے مخالف ہے۔ اور یہ ہم نے بیان کر دیا ہے کہ ہمارے مسلک پر بھی کوئی اعتراض حضرت مرزا صاحب پر نہیں ہو سکتا ہے۔ (فضل الدین - وکیل)

خواجہ حسن نظامی سے چند سوال

خواجہ حسن نظامی نے اپنے رسالہ نظام المشائخ محرم نمبر میں حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا۔ لیکن جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے قلم سے منظوری کا اعلان ہوا تو کھسک کر پیچھے ہٹ گئے۔ اور ابھی تک میدان مباہلہ میں آنے کا نام نہیں لیتے۔ احباب کو شاید یاد ہوگا کہ یہ وہی خواجہ صاحب ہیں جنہوں نے "سوامی دیانند کا کام" کے زیر عنوان رشی نمبر اخبار پرکاش میں رقم فرمایا تھا کہ "مجھے منو کے فطرت شناس ہونے پر بھی وشواس اور یقین ہے۔ جو انھوں نے ذات پات کی تقسیم ہندوستان کی بود و باش۔ اور آب و ہوا کا لحاظ کرکے کی تھی۔ الی آخرہ میرے خیال میں۔ ہندوستان میں مسلمانوں کے زوال کا سبب ایک یہ بھی ہے۔ کہ انھوں نے نیچ قوموں کو برابری کے وہ حقوق دیدیئے۔ جو ان کے ہزاروں برس کے کیرکٹر کے خلاف تھے۔" (دیکھو اخبار پرکاش ۱۲ کاتک ۱۹۶۹ صفحہ ۲۴)

گویا خواجہ صاحب کے عقیدہ کے مطابق نعوذ باللہ منو کو بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فضیلت ہے۔ اور انما المؤمنون اخوۃ کا اصول مساوات فضول ہے۔ اسلامی تعلیم عالمگیر نہیں۔ یا کم از کم ہندوستان کے مناسب حال نہیں۔ مساوات کا حکم مانع ترقی ہے یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ خواجہ صاحب نے اسلامی طریق پر مباہلہ کا چیلنج بھی نہیں دیا۔ شاید منو کے دھرم شاستر کے اصول کے مطابق ہو۔ مضمون مذکور میں خواجہ صاحب نے اسلامی حکم جادلھم بالتی ھی احسن کو پس پشت ڈالکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان مقدس میں جس قدر دریدہ دہنی اور بے لگامی سے کام لیا ہے وہ انہی کا حصہ اور ان کی اندرونی تاریکی اور باطنی کدورت پر دال ہے۔

لیکن چونکہ خواجہ صاحب کو اسلامی شریعت کی پابندی کا دعویٰ ہے۔ اس لیے چند سوال بغرض جواب ان کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں۔

(۱) آپ کا یہ مضمون شریعت حقہ کے خلاف، حقارت آمیز اور نفرت انگیز کیوں ہے۔ اور یہ کس شریعت کی پیروی کا نمونہ ہے۔

(۲) مغل کے لفظ کو آپ نے کیوں حقارت کے محل پر استعمال فرمایا۔ کیا کوئی قوم اسلام میں دوسری سے ممتاز ہے ہرگز نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم یا آپ کو اس کلام سے انکار ہے۔

(۳) اس امر اور راز کو ظاہر فرمائیں کہ اجمیر شریف کی سرزمین آپ نے مباہلہ کے لئے کیوں مخصوص کی۔ کیا دہلی میں حضرت نظام الدین اولیاء کی بارگاہ نہ تھی۔ یا آپ خدا تعالیٰ کو اجمیر میں محدود یقین کرتے ہیں۔ یا کچھ دال میں کالا ہے۔

(۴) مباہلہ کی دعوت کیوں اسلامی طریق پر نہیں دی گئی۔ یا آپ اسلام کے منکر ہیں۔ کہ خود ساختہ اصول پر فیصلہ کرتے ہیں۔

(۵) جب انبیاء علیہم السلام اپنے دشمنوں کی ہلاکت بلکہ ان کے تقاضاء عذاب کی درخواست کے باوجود عذاب لانے پر قادر نہیں تھے۔ تو آپ کو ایک گھنٹہ میں ہلاک کر دینے والی طاقت کس طرح حاصل ہوئی۔

(۶) خواجہ صاحب اگر آپ کے پاس ایسی فوری ہلاکت کے حربے ہیں تو آپ کیوں دنیا پر رحم نہیں فرماتے۔ اور جرمن دشمن امن کا کام تمام نہیں کر دیتے تاکہ ہماری سرکار اور اہل دنیا کو آرام نصیب ہو۔

خاکسار غلام حسین۔ احمد نگر

احمدیہ کانفرنس

احباب کی اطلاع کے لئے مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ احمدیہ کانفرنس (جو دراصل ایک شوریٰ کی مجلس ہے) اجلاس کی تاریخوں کا اعلان بعد میں ہوگا سردست اس قدر لکھا جاتا ہے کہ احباب جو تجاویز کانفرنس میں مشورہ کے لئے پیش کرنا چاہیں ۲۸۔ فروری ۱۹۱۸ء تک دفتر سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بھیج دیں۔ تعیین تاریخ اجلاس بعد میں ہوگی

(سکرٹری صدر انجمن احمدیہ)

ہنگامہ یورپ

حالات اٹلی

دشمن کی افواج کی تباہی لنڈن ۱۲۔ فروری۔ ایک اطالوی اعلان مظہر ہے کہ ہمارے توپخانہ نے ان افواج کو تباہ کر دیا جو دشمن نے میورو سو کے جنوبی ڈھلوانوں اور وان زینزیلا کے مشرق کی طرف بڑھائی تھیں۔

اطالوی توپخانہ کا کام لنڈن ۱۲۔ فروری۔ ایک اطالوی سرکاری بیان مظہر ہے۔ کہ ہماری باتریوں نے دلیپلا اور کول ڈیل روسو پر ہماری پوزیشنوں کے خلاف حملے منتشر کر دیئے۔ آسٹریوں کو ہماری لائن کے سامنے کی بڑھی ہوئی خندقوں تک پہنچنے کی کوشش میں ہماری تباہ کن آتشباری کی وجہ سے ناکامی ہوئی۔

حالات روس

روس کی صلح لنڈن ۱۲۔ فروری۔ ایمسٹرڈم۔ برلن کا ایک تار مظہر ہے کہ پیٹروگراڈ میں روسی اور جرمن ڈیلی گیشوں نے باہم ایک معاہدہ کیا ہے جس کی رو سے ناکارہ شدہ اسیران جنگ کا بہت جلد باہم تبادلہ کیا جائیگا۔

آسٹریا۔ ہنگری۔ بلغاریہ اور ٹرکی کی طرف سے بھی اسی قسم کے معاہدے کئے گئے ہیں۔

آکرین کی صلح اور برطانوی گورنمنٹ لنڈن ۱۲ فروری ریوٹر۔ کو مطلع کیا گیا ہو کہ برطانوی گورنمنٹ اس صلح کو تسلیم کرنے کے لئے اپنے آپ کو مجبور خیال نہیں کرتی۔ جو آسٹریوں جرمنوں اور آکرین کے قائم مقاموں کے درمیان ہوئی ہو۔

صلح کے متعلق نامہ و پیام بند ایک بے تار برقی روسی سرکاری پیغام مظہر ہے کہ صلح کے متعلق نامہ و پیام بند ہو گیا ہے۔ جرمن سرمایہ داروں نے ایسی شرائط پیش کیں جنہیں روسی انقلاب پسند منظور نہیں کر سکتے تھے۔ وہ [illegible]۔ اور مزدوروں اور کسانوں پر [illegible] اور جبر عائد کرنے والے صلح نامہ پر دستخط نہیں کر سکتے۔

حالات جرمنی

جرمنی کے شہروں پر حملے لنڈن ۱۲۔ فروری ہوائی جنگ کا آج رات کا اعلان مظہر ہے کہ ہمارے ہوابازوں نے مختلف مقامات میں چند قیدی گرفتار کئے۔ ہمارے ہوائی جہازوں نے کل دشمن کی صفوں کے عقب میں کئی مقامات پر ایک ٹن سے زیادہ بم گرائے۔ ہم نے آج جرمنی پر حملہ کیا۔ اور شہر اوفن برگ پر بم گرائے۔ ابھی تک تفاصیل معلوم نہیں ہوئی ہیں۔

جرمن اعتراف لنڈن ۱۲۔ فروری۔ ایمسٹرڈم۔ برلن کا ایک سرکاری پیام مظہر ہے کہ دشمن نے ماہ جنوری میں ۱۳ ہوائی حملے کئے۔ جن میں ۵ صنعتی اضلاع پر اور ۸ کھلے شہروں پر کئے گئے۔

متفرق

حضور ملک معظم کی تقریر ۱۲۔ فروری کو پارلیمنٹ کے دوبارہ افتتاح پر حضور ملک معظم نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جب تک ان اصولوں کو تسلیم نہیں کیا جاتا جن پر کہ ایک باعزت صلح کی جا سکتی ہو تب تک ہمارا فرض ہو کہ اپنی تمام طاقت کے ساتھ جنگ کو جاری رکھیں۔ مجھے پورا اعتماد ہے کہ میری افواج میرے وفادار اتحادیوں کی افواج کے ساتھ مل کر میدان جنگ میں بدستور ویسی ہی بہادری دکھاتی رہینگی۔ اور میری رعایا کے وہ لوگ جو گھر پر ہیں۔ ویسی ہی بے غرضانہ عقیدت ظاہر کرتے رہینگے جس نے اس سے قبل دشمن کے کئی منصوبوں کو توڑا ہے۔ اور ہمارے صادقانہ مقصد کی آخری فتح کو یقینی بنا دینگے۔ میں نے اپنی نوآبادیوں اور اپنی ہندوستانی سلطنت کے قائم مقاموں کو امپیریل جنگی وزارت کے ایک اور اجلاس میں شامل ہونے کے لئے بلایا ہے۔ تاکہ وہ سلطنت کے مشترکہ مفاد کے متعلق اہم سوالات پر اپنا مشورہ دیں۔ جس جنگ میں ہم مصروف ہیں وہ ایک نازک حالت تک پہنچ گئی ہے۔ جو ہمیشہ کی نسبت ہماری زیادہ متحد کوششوں اور ذرائع کا مطالبہ کرتا ہے۔

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا